مطبوعات

تاریخ تصوف از پروفیسر یوسف سلیم چشتی - شائع کردہ : علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف لاہور

صفحات : ۵۲۲ ، طباعت ٹائپ ، جلد خوشنما ، قیمت : -/۶۰ روپے

یہ کتاب ۱۹۷۶ء کی شائع شدہ ہے - ۵، ۶ سال بعد جب کہ ایڈیشن فروخت ہو چکا ، ایک حلقے نے اس کتاب کے حوالے سے جناب محمد یوسف گورایہ ڈائریکٹر علماء اکیڈمی کو اُن کے منصب سے ہٹوانے اور اپنے فرقے کا آدمی مقرر کرانے کے لیے آواز اٹھائی ہے - معترضین کا کہنا ہے کہ اس کتاب میں صوفیائے کرام کی توہین کی گئی - یہ توہین کا ہتھیار بھی خوب ہے ، کسی کے خلاف توہین انبیاء کا الزام ، کسی کو توہینِ صحابہ کا طعنہ اور کسی پر توہین صوفیا کی زد - کیا عجیب سلسلہ ہے - سیدھے طریقے سے نقد و اختلاف کے بجائے "توہین" کا جذباتی نعرہ لگانا اور پھر کتاب کی ضبطی کے سامنے ناشر کتاب (مصنف نہیں) کو اس کے منصب کے عہدے سے برطرف کرانے کا مطالبہ اُٹھانا بہت ہی ٹیڑھا انداز معاملہ ہے ، جو ایک تحقیقی کتاب کے سامنے کیا جا رہا ہے -

یہ کتاب ایک ایسی معروف دینی شخصیت یعنی پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی لکھی ہوئی ہے جس کا کام کبھی بھی نہ فرقہ سازی رہا ہے اور نہ فتنہ طرازی - اس کا اقبال اور رومی سے شغف معروفِ عام ہے - اشاعت سے پہلے اس کتاب کا جائزہ مولانا محمد بخش مسلم نے لیا ہے جو معترضین کے قریبی آدمی ہیں - کتاب کا مزاج تحقیقی ہے اور اس کا ماحول تقابلی ہے - ہندی اور یونانی تصوّف کو ایک طرف اجمالاً واضح کیا گیا ہے اور مسلمانوں کے تصوف کو دوسری طرف قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے - ائمہ تصوف کے طرزِ فکر اور اُن کی لکھی ہوئی امہات الکتب کے مضامین و مطالب

کی تلخیص پیش کی گئی ہے۔ پھر ہمارے ہاں تصوّف کے دائرے میں جو غیر اسلامی عناصر گھسے ہیں، اُن کے مقابلے میں اکابر صوفیہ کے افکار ہی کی مدد سے واضح کیا گیا ہے کہ صحیح اسلامی تصوّف کیا ہے۔ بالعموم ائمہ صوفیہ اور اکابر عارفین نے اسلامی تصوّف کو اسلامی شریعت کے دائرے کے اندر رکھا ہے۔ خصوصیت سے اس کتاب کی فصل ششم میں طاؤس الفقراء ابونصر السرّاج (متوفی ۳۷۸ھ) کی کتاب اللمع کا جو خلاصہ دیا گیا ہے۔ اُس سے شریعت کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ سالکین کن مراحل و کیفیات یا تجربات و تصوّرات کے پیش آنے پر کیسے کیسے مغالطوں میں پڑ جاتے ہیں۔ خصوصاً مذکورہ کتاب کے باب ۱۳۶ سے باب ۱۵۲ تک کی تلخیصات بڑی اہم ہیں۔ بہرحال مؤلف نے نہ کوئی کلمہ کفر کہا ہے، نہ دانستہ کوئی شر انگیزی کی ہے۔

اس کتاب سے کسی کو اختلاف ہو تو وہ تحقیقی بنیاد پر اختلاف ضرور کرے، مگر تحقیقی کتابوں کو فرقوں کے نقطۂ نظر سے جانچنا اور اختلاف نظر آئے تو کتاب کو خلاف قانون قرار دلانے کے لیے ایجی ٹیشن شروع کر دینا۔ اور پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک سرکاری ادارے کے سربراہ کو کتاب کا ناشر ہونے کے جرم میں برطرف کرانے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسے ماڈرن خواتین نے الہدیٰ پروگرام کو بند کرانے کے لیے ایجی ٹیشن کیا۔ فرقہ وارانہ نظریات کی لے اتنی نہ بڑھا لیجیے کہ علم و ادب اور تاریخ و تحقیق کی پوری سلطنتوں پر ہل چلوا دیا جائے۔ صوفیا اور ان کے پیروؤں اور محبوں کا راستہ تو انکسار و لجاجت رہا ہے، احتجاج اور مظاہرے اور دھونس جمانا نہیں۔ اگر یہ بھی ہی دکھانا ہو تو پہلے پرویز صاحب کی کتاب پڑھ لیجیے جو اس کتاب کا رد کرنے کے ساتھ ساتھ سرے سے سلسلۂ تصوّف ہی سے ٹکراتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ معاشرے اور حکومت اور محکمۂ اوقاف کا زاویۂ نظر فرقہ وارانہ تموّج سے اتنا غیر معتدل نہیں ہونا چاہیے کہ وہ سرمایۂ علم و تحقیق کو کھلونا بنانے والوں کی خوشنودی کے درپے ہو جائیں۔ اگر ضبطی کی کارروائی کرنی ہو تو یہاں ملحدانہ افکار اشاعت میں آرہے ہیں، مخالفِ اسلام نظریات پر لکھا جارہا ہے، فحش تحریروں اور تصویروں کو فروغ مل رہا ہے مگر اُن کا جو لوگ سرسری نوٹس تک نہیں لیتے وہ ایک تحقیقی کتاب کے پیچھے پڑ گئے ہیں، بلکہ اس کتاب کے کندھے پر رائفل رکھ کر ایک ایسے شخص کا شکار کرنا چاہتے ہیں جو اُن کے حلقۂ دام فتراک سے باہر رہنے کا مجرم ہے۔

اس بات کا خاصا امکان ہے کہ معترضین کے وفود دربارِ اعلیٰ تک جا پہنچے ہوں۔
آپ اگر اپنے نقطۂ نظر سے کوئی تحقیقی کتاب (نہ کہ قصہ کہانیاں) اس موضوع پر لا سکتے ہوں تو ضرور لائیے، ورنہ پیری مُریدی، تعویذ گنڈے، عرس، قوالی، مزارات کے غسل، چادریں اور پھول چڑھانے کے مشاغل موجود ہیں، جن میں بعض اربابِ عہدہ و جاہ بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ عوام کے انبوہ کے انبوہ آپ کے ہاتھ چومنے کو تیار ہیں۔ اور کیا چاہیے! اس کتاب کے مصنف یا ناشر یا اس کے مندرجات کی کیا مجال کہ وہ آپ کے حلقوں میں دَم مار سکیں۔
مجھے بھی اس کتاب کے اجزا سے اختلافات ہو سکتے ہیں، مگر میں پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے ۳۴ برسوں میں شائع ہونے والی چند توجہ طلب کتب میں سے ایک اہم کتاب یہ ہے اور خصوصاً تصوّف کے موضوع پر تقابلی نقطۂ نظر سے ایک قیمتی تحقیق! ایسی چیزوں کی داد اختلاف کرنے والوں کو بھی دینی چاہیے۔ ورنہ کم سے کم ہنگامہ ہائے افتراق نہیں اُٹھانے چاہئیں۔
(اخباری اطلاع کے مطابق اس تحریر کے بعد کتاب بھی ضبط ہو گئی اور ڈائریکٹر علما اکیڈیمی بھی برطرف کر دیے گئے۔ اب کوئی کیا کہے!)

ابولہب | از سرکار زینی جارچوی۔ ملنے کا پتہ: اُردو محل پبلشرز اینڈ سیلرز۔ ۵ سی ۵/۲۴ ناظم آباد۔ کراچی ۱۸ قیمت: ۱۲/- روپے

یہ کتاب بھی براہ راست تبصرے کے لیے نہیں آئی بلکہ دادو ضلع سندھ سے جناب عبدالکریم صاحب نے بھیجی ہے۔ اور اس کے متعلق استفسار کیا ہے۔
اس کتاب کا ملخص یہ ہے کہ عمِ رسول اللہ ابولہب بن عبدالمطلب حضورؐ کا حامی و سرپرست رہا، یہ صرف خاندانِ رسالتؐ کے افراد کو بدنام کرنے والے سازشیوں کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے سورۂ لہب کا مصداق ابولہب بن عبدالمطلب کو قرار دے دیا۔ احادیث اور اخبار و آثار اور علم اسماء الرجال اور تاریخ کے تمام علوم میں سازش نفوذ کر گئی۔

بہت سی روایات اور واقعات پر کتاب میں بحثیں کی گئی ہیں ، مگر سب کھوکھلی ہیں ۔ کیونکہ:

۱۔ **اگر** چودہ صدی پہلے کے واقعات و احوال کے ریکارڈ کو غیر حقیقی قرار دے دیا جائے تو پھر کسی بھی نقطۂ نظر کو ثابت نہیں کیا جا سکتا ۔

۲۔ بڑے بڑے واقعات اور بڑی بڑی شخصیتوں کے متعلق جو شائع و ذائع آرا قرونِ اُولیٰ سے ایسی چلی آتی ہیں جن کے ساتھ تحریری شواہد بھی موجود ہیں ، اُن کو مسترد کر دینے سے ایسی بڑی خرابیاں واقع ہوتی ہیں کہ ان کی تلافی ممکن نہیں رہتی ۔

۳۔ یہ سوال کہ ابولہب جو حضورؐ کا چچا تھا آخر اُسے حضورؐ کی دعوتِ توحید اور رد شرک کی بنا پر .... حضورؐ کی مخالفت پر اُتر آنے کی وجہ کیا ہو سکتی تھی ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہی وجہ جو دوسرے بے شمار سرداروں اور اُن کے پیروکاروں پر اثر انداز ہوئی ، یعنی ایک جمے ہوئے نظامِ فکر و معاشرت کی شکست و ریخت کا خطرہ جس میں قریش کے اکابر کی اعلیٰ حیثیتیں اور مفاد محفوظ تھے ۔

۴۔ حضورؐ کی دعوت نہ خاندانی بنیاد پر اُٹھی تھی اور نہ اُس کا مخاطب و حامی کوئی خاص خاندان تھا ۔ نہ مخالف کوئی متعین خاندان ، ایسا ہوتا تو دوسرے خاندانوں کے لوگ خاندانی عصبیت میں مبتلا رہتے اور کبھی حضورؐ کی طرف نہ کھنچتے ۔

۵۔ یہ تصور ہی سرے سے باطل ہے کہ خاندانِ رسالتؐ کا ہر فرد اسلام لائے بغیر ہی ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا یا معصوم تھا ۔ نہ پہلے کسی پیغمبر کے لیے ایسی ضمانت موجود تھی ۔ کہاں نوحؑ اور کہاں پسرِ نوحؑ ؟ کہاں ابراہیمؑ اور کہاں آزر ؟

۶۔ معروف "ابولہب" کو چھوڑ کر کسی غیر تاریخی شخصیت کو سورہ کا مصداق بنانا ، یا اس کُنیتی نام کو اسمِ صفت بنا کر ایک طرح کے کردار پر چسپاں کرنا ، ایک مناظرانہ سی بات ہے ۔ اس میں قرآن پر بھی حرف آتا ہے کہ اُس کی ایک سورۃ مغالطہ کا باعث ہوئی ۔ (نعوذ باللہ)

۷۔ جب آپ لفظ سازش کا استعمال کرتے ہیں تو پھر اس کی تحقیقات کیجیے ، بتلایئے ، کب کن اشخاص نے کہاں سازش کی ، اسے کس طرح آگے بڑھایا ، کس طرح وہ تمام علوم پر اثر انداز ہوئے ، کیوں اُن کے خلاف بروقت شور نہ اُٹھا اور احتجاج نہ ہوا ۔ جب کہ اور کئی اُمور

ایسے ہیں جن میں تبدیلی آنے ہونے پر ملت کے اکابر و عوام نے احتجاج کیا اور اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

افسوس ہے کہ جگہ کی قلت کی وجہ سے تفصیلی بحث کرنا ممکن نہیں۔ یہ اشارات میرے مطالعہ کا ماحصل ہیں۔

مغربی فلسفہ تعلیم کا تنقیدی جائزہ از پروفیسر سید محمد سلیم۔ ناشر: ادارۂ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ، پاکستان۔ پتہ: ۸-اے ذیلدار پارک اچھرہ، لاہور۔ صفحات: ۲۴۰۔ قیمت: -/۱۲ روپے

پروفیسر سید محمد سلیم کے علم و فضل کی خوشبو تو ہمیشہ پہنچتی رہی، مگر اُن کی دو ایک کتابیں خصوصاً زیر نظر کتاب دیکھنے کے بعد مطالعہ و تحقیق کی ان وسعتوں کا علم حاصل ہوا جو سلیم صاحب کو حاصل ہیں۔ پھر ان کا "کمالِ اجمال" قابلِ داد ہے۔ لمبی چوڑی عبارتوں کے بجائے ایک ایک دو دو فقروں میں بڑے بڑے قصے نمٹا دیتے ہیں۔

یہ مختصر سی کتاب اتنا زیادہ بتاتی ہے کہ اوّل تو ایسی دوسری کتاب کہیں نہ ملے گی اور ملے بھی تو ایک گھونٹ پانی کے لیے پہاڑ کھودنا ہوگا۔ پروفیسر صاحب نے کتابوں کا پہاڑ کھود کر کاسۂ کاغذی میں سمندر بھر دیا ہے۔ خصوصاً تیسرے باب میں (۱۵۰۰ء تا ۱۹۰۰ء) لادینی نظریہ کی فتوحات کے عنوان سے سولہ نکات میں مغرب میں لادین نظامِ فکر کے جز بہ جز ارتقاء کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ پھر اس فکر سے جو ملحدانہ عالمِ افکار، عالمِ معاشرت اور عالمِ ادبیات ظہور میں آئے ان کے خدوخال بھی "نکتہ بہ نکتہ، مُو بمُو" بیان کیے ہیں۔ پھر جدید مغرب کی اُن اُمیدوں اور دعووں کا ذکر ہے جو نظامِ فکر سے پیدا ہوئے۔ آخر میں نتائج ہیں۔ چوتھا باب بھی اسی بحث کا پھیلاؤ ہے۔ پانچویں باب میں لادینی نظریات کو تزلزل کی زد میں دکھایا گیا ہے۔ چھٹے باب میں بتایا گیا ہے کہ لادینی تحریک نے تعلیم گاہوں میں گھس کر کس طرح کام شروع کیا۔ پھر تعلیمی اقدار پر اور مقاصدِ تعلیم پر بحثیں ہیں۔ اس طرح مغربی فلسفۂ تعلیم کا جائزہ مکمل ہو جاتا ہے۔

کتاب میں حسب ضرورت حوالے اور حاشیے درج ہیں۔ آخر میں کتب استفادہ کی فہرست ہے اعلیٰ درجے کی تحقیقی کتاب ہے جسے پڑھتے ہوئے لطف محسوس ہوتا ہے۔ نیز اندازہ ہوتا ہے

کہ ہم افکارِ اغیار کے کیسے کیسے حلقہ ہائے دام میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کاش کہ اس کتاب کو ہمارے قومی اکابر، وزراء، کار پردازانِ تعلیم اور اساتذہ و طلبہ بغور پڑھیں۔

سرمایۂ افکار از پروفیسر سیّد اختر صاحب (فیصل آباد) ناشر: طارق اکیڈمی فیصل آباد

قیمت مجلد (۴۰ اصفحات) ۸/- روپے

پروفیسر صاحب ان ذہین جواں ہمت اصحاب تعلیم میں سے ہیں جو فرائض مفوضہ کے علاوہ مختلف مفید خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔ ان کے قلم سے کئی درسی اور ملی کتب وجود پاچکی ہیں اور پھر اُن کی کاوشیں ریڈیائی لہروں پر بھی اکثر سفر کرتی رہتی ہیں۔

سرمایۂ افکار ایک مغربی محقق الفرڈ گیام کے ایک مقالے کے ترجمے پر مشتمل ہے جس میں مسلم فلاسفر و متکلمین کا تذکرہ ہے۔ مگر بات ترجمے ہی تک محدود نہیں، پروفیسر صاحب نے جا بجا تنقیدی و توضیحی حواشی لکھ کر الفرڈ گیام کی فکری لغزشوں کے مقابلے میں حقیقت کو نمایاں کیا ہے۔ اس کتاب کا حصۂ افتتاحیہ خود مولف نے لکھا ہے اور اس میں مسلمان حکماء و فلاسفہ کا تعارف کرایا ہے۔ یہ ۱۹ صفحات بڑی افادیت رکھتے ہیں۔ تقریظ اور فلیپ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی مدظلہٗ کے قلم سے ہیں۔

کربلا سے کابل تک مرتبین: غافل کرنالی و تحسین فراقی۔ ناشر: پاک افغان اسلامی محاذ۔

قیمت: ۲۰/- روپے

یہ مجموعہ ہے اُن نظموں کا جو پاکستان کے حساس اور درد مند شعرا نے لکھی ہیں اور یہ شعرا مختلف سیاسی، سماجی اور علاقائی دائروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجاہدینِ افغانستان جن کا جہاد خود پاکستان اور عالمِ اسلام کے تحفظ کا جہاد ہے، اس میں غم و درد سے ڈوبے ہوئے لفظوں کے ذریعے شعرا نے اپنے دلوں کی دھڑکنوں کو شامل کیا ہے۔

یہ پمفلٹ اُن "صُمٌ بُکمٌ" ادیبوں اور شعراء کی طرف سے ایک کفارہ بھی ہے، جنہوں نے غلط نظریات میں ملوث ہونے کی وجہ سے اپنے ضمیروں کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ گھر کے دروازے

کے سامنے ایک ایک ظالم قوت کی تیغ جارحیت کا شکار ہونے والے جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور معصوم بچوں کی چیخوں پر تڑپ سکیں۔

"کربلا سے کابل تک" انسانی احساسات کا ایسا محاذ ہے جس سے جارح قوتوں پر زندہ لفظوں سے فائرنگ کی گئی ہے۔

اخلاق اجتماعیہ اور اس کا فلسفہ از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ - مرتبہ: محمد خالد فاروقی - شائع کردہ: الاخوان پبلی کیشنز ۲/۱۶ C — ۱ ناظم آباد کراچی - صفحات ۹۶، قیمت -/۱۰ روپے

مولانا ابوالخیر مودودی مرحوم نے اپنے ایک انٹرویو میں ذکر کیا تھا کہ اُن کے بھائی سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اخلاقیات سے متعلق میکنزی کی ایک کتاب کا ترجمہ "اخلاقیاتِ اجتماعیہ" کے نام سے ۲۰ سال کی عمر میں کیا تھا - اس مضمون کی پہلی قسط ماہنامہ ہمایوں لاہور کے شمارہ فروری ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی - بقیہ اقساط بھی مسلسل چھپتی رہیں - خاصی محنت و کاوش سے اس مقالے کو مرتب نے برآمد کیا ہے - اب یہ ایک کتابچے کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔

اس پمفلٹ کو پڑھ کر آدمی سوچتا ہے کہ آج کل کے ایم اے حضرات کے بالمقابل نصف صدی پہلے کا ۲۰ سالہ نوجوان مودودی نگارش و ترجمہ میں کیا مقام رکھتا تھا۔ دوسری طرف توجہ اس بات پر بھی جاتی ہے کہ شروع ہی سے مولینا مودودیؒ کا ذوق کتنا صحت مند تھا کہ جس کے تحت اخلاقیات کے موضوع کو پسند کیا - گو خیالات بعد میں پختہ تر اور وسیع تر اور صحیح تر ہوتے گئے، یہاں تک کہ تحریک اسلامی کے آغاز کے وقت مولاناؒ کے سامنے احیائے اسلام کا ایک روشن راستہ اور اسلامی نظامِ حیات کا ایک واضح نقشہ موجود تھا۔ تاہم دورِ ابتدا میں بھی ترجمہ کے بین السطور میں مولانا کے جو فکری رجحانات جھلکتے ہیں وہ خود کسی حد تک مستقل قدر و قیمت رکھتے ہیں۔

ایک مقالہ جو مولانا مودودیؒ کی تصانیف میں شامل نہ تھا، اُس کی دریافت و اشاعت پر مرتب و ناشر کو مبارکباد!

حدِ رجم کی شرعی حیثیت | از جناب حافظ صلاح الدین یوسف، ایڈیٹر الاعتصام، لاہور۔
شائع کردہ: دار الدعوۃ السلفیہ۔ شیش محل روڈ، لاہور۔ ۸۸ صفحات۔ خوبصورت ٹائیٹل۔
قیمت: ۵۰/- روپے۔

اجمالی تعارف پہلے بھی ہم کرا چکے ہیں، مگر فاضل مؤلف کو بجا طور پر شکایت رہی۔ بس دوبارہ چند سطور لکھی جا رہی ہیں۔

اِن دنوں چونکہ شرعی حدود و تعزیرات کو قانونی پیرایہ دینے کے لیے کام ہو رہا ہے اس بنا پر حدِ رجم کا موضوع اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ سال ڈیڑھ سال میں اس موضوع پر متعدد مقالات و مضامین اور دو ایک مختصر کتابیں نظر سے گذریں۔ پیشِ نظر مختصر کتاب علمی نوعیت کی ہے۔ شروع میں حدِ رجم کی شرعی حیثیت کو ثبت طور پر واضح کرنے کے بعد مؤلف نے حدِ رجم کے مخالفین کے دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے تین چیزوں پر تنقید کی ہے۔ اوّلاً ماہنامہ فاران کراچی میں شائع شدہ ایک مضمون پر، ثانیاً مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے نظریۂ رجم پر اور ثالثاً ایک ریٹائرڈ جج کے شبہات پر۔ اس طرح گویا سارے ہی مخالفِ رجم نظریات سامنے آ جاتے ہیں۔ مخالفین نے عجیب و غریب راستے نکالے ہیں اور بڑی جسورانہ تاویلات کی ہیں۔

ہمارے اِن صفحات میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم کتاب کی ساری بحثوں کو سامنے لا سکیں اور ان کا تجزیہ کریں۔ تعارف ہی پر اکتفا کرنا مجبوری ہے۔

ابتدائی گذارشات مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب کے قلم سے ہیں اور مقدمہ مولانا حنیف ندوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

چند پمفلٹ

پندرھویں صدی ہجری کے تقاضے | از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا۔ نشتر روڈ، کراچی نمبر ۵۔ رعایتی قیمت برائے تقسیم۔ ۲/- روپے

اسلامی معاشرت | مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی۔ ناشر: صدیقی ٹرسٹ (پتہ اوپر درج ہے)

قیمت برائے تقسیم ۳۰/- روپے فی سیکڑہ۔

جواہر الایمان | از مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم و مغفور۔ ناشر ادارہ متذکرہ بالا۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ۔

صلوٰۃ البرزخ الکبریٰ | از ارشاد حسین صدیقی۔ ناشر ادارہ متذکرہ بالا۔ رعایتی قیمت ۵۰/۱ روپیہ

تعارفی صفحات کے ساتھ یہ ایک طویل درود شریف ہے۔ مؤلف نے اس التزام کے ساتھ یہ طویل درود شریف مرتب کیا ہے کہ اِس میں خدا تعالیٰ کے ۹۹ اسماء الحسنیٰ کے ساتھ حضورؐ کے بھی ۹۹ اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔ نیز بعض کلمات ماثورات کو بھی شامل کیا ہے۔ مؤلف کا ذہن متصوفانہ ہے، اس لیے اُن کے بہت سے نکات ہم عامیوں کے فہم سے بالاتر ہیں۔ مثلاً یہ قول کہ "حضورؐ کا ہر اسم برزخ کا حکم رکھتا ہے"۔ یا یہ بات کہ اُس ترتیب میں وہ اسرار موجود ہیں جن تک رسائی محض فیضانِ رسالت ہی سے میسر آسکتی ہے"۔ یا یہ ارشاد کہ "تجلّی ذاتی سے عین الایمان یا حقیقتِ محمدؐیہ موجود فی الخارج ہوتی ہے"۔ حالانکہ ہم سادہ فکر لوگ حضورؐ کو صرف "عبدہٗ و رسولہٗ" کی حیثیت سے جانتے ہیں فی نفسہٖ درود شریف میں کوئی ناروا بات سرسری نظر سے سامنے نہیں آئی۔

خدا، کائنات اور انسان | از جناب محمد اکرام قریشی ایم۔اے۔ ناشر: احیائے دین لائبریری مسجد ضلع کچہری، سیالکوٹ۔ قیمت درج نہیں۔

عقیقہ | از مولانا علی احمد زاہد جبل پوری۔ ناشر: منظور احمد زاہدی۔ زاہد پبلی کیشنز ۱۰۹ اسی پی دبرار سوسائٹی عالمگیر روڈ۔ کراچی ۵۔ قیمت درج نہیں۔

تعارف | از جان فیصل آبادی ایم اے۔ چک ۲۱۳ گ ب براستہ چک نمبر ۴۸۲ گ ب۔ تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد۔ قیمت درج نہیں۔ یہ دراصل اُس غیر مطبوعہ کتاب کا تعارف ہے جسے مؤلف نے جواہر القرآن کے نام سے مرتب کیا ہے اور آیاتِ قرآن سے ۸۳۵۵ بنیادی اُصول و قانون اخذ کیے ہیں۔ فہرست موضوعات شامل ہے۔

مخالف رسولؐ کون؟ | از حکیم ہاشمی پوسٹ بکس نمبر ۲۵۰ حیدر آباد سندھ برائے مفت تقسیم۔ موضوع رسالت

کلمۂ طیبہ کا پیغام | از پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ۔ ناشر حکیم ہاشمی (پتہ متذکرہ بالا) موضوع توحید۔ مفت تقسیم

متاعِ کارواں | مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ۔ ناشر انجمن تعلیم اسلامی جامعہ اسلامیہ۔